محمد اورنگ زیب اعوان

صاحبزادہ طارق محمود رحمتہ اللہ علیہ
اک شجرِ سایہ دار تھا نہ رہا

۱۲ر ستمبر کو عصر کے بعد اسلام آباد سے مولانا عبدالقدوس محمدی نے موبائل پر پیغام بھیجا کہ ''صاحبزادہ صاحب کے بارے میں اطلاع ملی؟'' یہ پیغام پڑھتے ہی ماتھا ٹھنکا کہ اللہ خیر کرے صاحبزادہ صاحب کو کیا ہوگیا؟ مولانا محمدی کا موبائل نمبر ملایا وہ مصروف تھا۔ فیصل آباد صاحبزادہ طارق محمود صاحب کے گھر نمبر ملایا' وہ بھی مصروف......اب ان کا موبائل نمبر ملایا تو برادرم حافظ مبشر محمود سے بات ہوئی۔ انہوں نے یہ دل خراش، اندوہناک اور افسوسناک خبر سنائی کہ ''ابو کا انتقال ہوگیا ہے اور کل بروز بدھ ۱۰ بجے جنازہ ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آخر دلِ بے قرار کو قرار آ ہی گیا

صاحبزادہ طارق محمود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر، عظیم خطیب، بہترین ادیب، میرے مربی و محسن اور مشفق و مہربان تھے۔ ان کی وفات سے ایک کہانی ختم ہوگئی۔ ایک باب بند ہوگیا کیونکہ مرحوم بے شمار خوبیوں، ان گنت اوصاف اور خوبیوں کے مالک ایک تاریخی انسان تھے۔

صاحبزادہ طارق محمود اپنے عظیم والد حضرت مولانا تاج محمود قدس سرہٗ کی رحلت کے بعد میدانِ عمل میں آئے مگر خطابت اور صحافت دونوں محاذوں پر اپنے والد گرامی کی عظیم روایات کو زندہ و تابندہ رکھا اور بہت کم مدت میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ اپنا مقام پیدا کیا، خطابت و صحافت کے میدان میں بہت جلد اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی مقدس جدوجہد ہو کہ ردِّ قادیانیت کا محاذ، جامع مسجد محمودؒ کی خطابت ہو کہ ماہنامہ ''لولاک'' کی ادارت صاحبزادہ طارق محمود نے جہدِ مسلسل اور عزم پیہم کے ساتھ ہر معرکہ سر کیا۔ ۲۳ سال اپنا خون جگر دے کر اپنے والد مرحوم کے عظیم مشن کی آبیاری کی۔ ہر دکھ، مصیبت، تکلیف اذیت کو خندۂ پیشانی سے قبول کیا مگر پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی، فقر و فاقہ میں رہ کر بھی اپنی خودی کو سر بلند رکھا اور اپنی خودداری پہ حرف نہ آنے دیا۔

صاحبزادہ طارق محمود، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی گود میں کھیلے، مولانا محمد علی جالندھریؒ، آغا شورش کاشمیریؒ کی صحبتیں اٹھائیں اور خطابت و صحافت میں مقامِ بلند پایا۔ صاحبزادہ طارق محمودؒ منبر و محراب میں اپنے والد مرحوم کی عشق رسالت مآب ﷺ میں ڈوبی خطابت کے امین تھے تو سٹیج پر آغا شورش کاشمیریؒ کی فصاحت و بلاغت اور گھن گرج کے وارث......!

ان کی تئیس سالہ صحافتی خدمات کے لیے ماہنامہ ''لولاک'' اور قومی اخبارات کے فائل دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان

کے خطبات جمعۃ المبارک کا مجموعہ ''صدائے محراب'' اور ''ذوق بیان'' آج ہر لائبریری کی زینت اور ہر خطیب کی ضرورت ہے۔ ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' ۶۷۹ صفحات کا عظیم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے جس نے قادیانیت کے مکروہ چہرے سے نقاب الٹ کر اس کی اصلی شکل دکھادی کہ یہ کوئی مذہبی نہیں خالصتاً اسلام دشمنوں کے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے معرض وجود میں آنے والی جماعت ہے۔ ''سفر دیدہ نم'' ۱۳۶ صفحات پر مشتمل حرمین شریفین کا ایک خوبصورت، علمی وادبی اور تحقیقی سفر نامہ ہے۔ صاحبزادہ طارق محمودؒ کی تحریر پڑھ کر بے ساختہ لبوں پر آتا ہے کہ آپ مولانا ظفر علی خان، چودھری افضل حق اور آغا شورش کاشمیری کے قلم کے وارث تھے۔ بطور مثال ان کے ایک گرامی نامہ کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

''ہم لوگ نہ شاعر ہیں نہ ساحر کہ ہر دم قلم کا جادو جگاتے رہیں، شاعروں کی صحبت نے طبعاً شاعر بنادیا ہے اسی باعث میری تحریر کبھی مغربی لباس کی طرح مختصر اور کبھی عربی لباس کی طرح پھیل جاتی ہے۔ تم میری ذہنی و قلبی کیفیات سے واقف ہو۔ چودھری افضل حق مرحوم نے خوب کہا ہے کہ عاشق صادق کو جو مزہ ہجر و فراق میں ملتا ہے وہ وصال میں نہیں ملتا۔ ہمارے ہاں وصال کا نام ونشان نہیں البتہ شب غم اتنی طویل ہے کہ ہجر و فراق کا لا متناہی سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اسی کیفیت کے باعث ہم ایسے لوگوں کی تحریر کبھی شرمیلی دلہن کی طرح سمٹ کر مختصر اور کبھی انتظار کی طرح دراز ہو جاتی ہے۔ سورج بہت بڑا ہے لیکن آوارہ بادل کا ایک معمولی ٹکڑا کس طرح اُسے چھپا دیتا ہے۔ میرے خطوط میں سورج اور بادل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خط مختصر ہو تو محبوب کا تبسم سمجھ کر قبول کرلو، طویل ہو تو مُحب کی شوخی تصور کر لینا۔'' (راقم کے نام خط بتاریخ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۳ء)

صاحبزادہ طارق محمود کی زندگی جرأت و بہادری اور ایثار وقربانی سے عبارت تھی۔ تقریر اور تحریر دونوں میں اپنی مثال آپ تھے۔ مرحوم مہمان نواز اور دل کے غنی تھے، ان کا دستر خوان بڑا وسیع تھا، مہمانوں کو تواضع کر کے دلی خوشی محسوس کرتے تھے۔ احرار کے آنگن میں انہوں نے آنکھیں کھولی تھیں اور احرار کی روایات کو تادمِ آخر نبھایا۔ میری ان سے پہلی ملاقات شبان تحفظ ختم نبوت ہری پور ہزارہ کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس ۱۹۸۷ء میں ہوئی تھی جبکہ آخری ملاقات ۷ ستمبر ۲۰۰۶ء کو مجلس احرار اسلام لاہور کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں ہوئی۔ نواسہ امیر شریعت مخدوم مکرم و معظم جناب سید محمد کفیل بخاری کے حکم کی تعمیل میں راقم پشاور سے فیصل آباد پہنچا۔ ۷ ستمبر کا سارا دن صاحبزادہ صاحب مرحوم کی معیت میں گزرا۔ عصر کے قریب پیکر اخلاص برادرم محمد محمود صاحب کی گاڑی میں لاہور کے لیے روانگی ہوئی، سارے راستہ میں حسب معمول اکابرین کے تذکرے ہی ہوتے رہے۔ عشاء کے قریب لاہور پہنچے۔ دفتر احرار میں منعقدہ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، مولانا عبدالمالک (منصورہ)، مولانا مفتی حمیداللہ جان، جناب مجیب الرحمٰن شامی، مولانا محمد امجد خان، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا محمد ندیم قاسمی، قاری ابوبکر صدیق اور دیگر رفقاء سے ملاقات ہوئی۔

صاحبزادہ طارق محمود مرحوم نے کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس نے آغا شورش کاشمیریؒ کی یاد تازہ کردی۔ (اس

خطاب کو علیحدہ سے ''نقیب ختم نبوت'' میں شائع کیا جا رہا ہے) پروگرام سے فارغ ہو کر صاحبزادہ صاحب مرحوم نے کھانا کھایا اور پھر فیصل آباد کے لیے روانہ ہو گئے ۔ یہی میری ان سے آخری ملاقات اور آخری سفر تھا۔ پہلی ملاقات بھی ختم نبوت کانفرنس میں ہوئی اور آج ۱۹ سال بعد آخری ملاقات بھی ختم نبوت کانفرنس ہی کے موقع پر ہوئی:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

میری اُن سے ۱۹ سالہ جماعتی تعلق کی بہت ساری یادیں ہیں ۔ان کی بہت زیادہ شفقتیں اور عنایات مجھ پر تھیں ۔ میرے ذاتی معاملات میں بھی اُن کے بہت سارے احسانات اور کرم نوازیاں میرے شامل حال رہیں ۔ اِن سے وابستہ یادوں اور باتوں کا دیوان ایک مختصر سے مضمون میں نہیں سمیٹا جا سکتا۔ میری اِن سے بڑی یادیں وابستہ ہیں ۔ وہ میری ہر خوشی ،غمی میں برابر کے شریک ہوتے تھے ۔ میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو ہری پور تشریف لائے اور جنازہ پڑھایا۔ میری شادی میں مع اہل خانہ شریک ہوئے اور میرا نکاح بھی پڑھایا۔

۱۳ر ستمبر ۲۰۰۶ء بروز بدھ ان کی نمازِ جنازہ کے موقع پر ہر آنکھ اشکبار تھی ۔ان کے جنازہ نے ان کے والد مولانا تاج محمود مرحوم کے جنازہ کی یاد تازہ کر دی تھی ۔ پورے ملک کی دینی قیادت نمازہ جنازہ میں شریک ہوئی ۔ایک جم غفیر تھا جو اپنے محبوب رہنما کے آخری دیدار اور جنازہ کو کندھا دینے کے لیے بے تاب تھا۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے پر جوش نعروں کی گونج میں انہیں سپردخاک کیا گیا۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

جس طرح صاحبزادہ طارق محمودؒ نے اپنے والد مولانا تاج محمودؒ کے جنازہ کے بعد تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ

''قادیانیو! مولانا تاج محمود ہمارے لیے مرے ہیں' تمہارے لیے نہیں۔ اب طارق محمود تمہیں تاج محمود بن کر دکھائے گا''

اسی طرح تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ان کے صاحبزادہ حافظ مبشر محمود نے جب اس عزم کا اعلان کیا کہ:

''میرے والد صاحبزادہ طارق محمود کی وفات پر خوشیاں منانے والے قادیانیو! تمہیں خوش نہیں ہونا چاہیے' میں صرف طارق محمود بن کر نہیں بلکہ مولانا تاج محمود بن کر تمہارا مقابلہ کروں گا۔''

سچ ہے کہ جب تک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رضا کار موجود ہیں ۔عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

اک اک کر کے بجھے جاتے ہیں ماضی کے چراغ
ہم ہی رہ گئے بس اشک بہانے والے